هُوَالَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ط

(الصّف : ۱۰)

تحقیقِ عارفانہ

بجواب

حرفِ محرمانہ

از قلم

قاضی محمد نذیر صاحب فاضل سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ

۱۴-گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کر لیا تھا۔

۱۵-آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زناکارہ تھیں۔

(حرفِ محرمانہ صفحہ ۹۲، ۹۳)

پھر برق صاحب نے مقدمہ چشمہ مسیحی سے حاشیہ صفحہ ب طبع اوّل سے حضرت بانی سلسلہ کی یہ عبارت بھی نقل کی ہے۔

"ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے۔ اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔"

پھر اسی جگہ اسی کتاب کا یہ حوالہ بھی درج کیا ہے۔

"جس طرح یہود محض تعصب سے حضرت عیسیٰؑ اور ان کی انجیل پر حملے کرتے ہیں اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں۔ عیسائیوں کو مناسب نہ تھا کہ اس طریق بد میں یہودیوں کی پیروی کرتے۔"

(چشمہ مسیحی صفحہ ج طبع اوّل)

ان ہر دو عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے یسوع مسیحؑ کے متعلق جو سخت الفاظ لکھے ہیں وہ دراصل "نقل کفر کفر نباشد" یہودیوں کے اعتراضات نقل کئے ہیں ورنہ آپ حضرت عیسیٰؑ کو جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ قرآن مجید کے مطابق خدا کا نبی اور رسول اور برگزیدہ مانتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"مجھے اس خدا کی قسم ... "

(دعوت حق صفحہ ۵ مشمولہ حقیقۃ الوحی طبع اول)

مگر چونکہ عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر گندے اور ناپاک اعتراضات کررہے تھے۔ اس لئے جب وہ اعتراضات میں حد سے بڑھ گئے تو پھر آپ نے مجبور ہو کر الزامی جواب کا طریق اختیار کیا۔ اور عیسائیوں کے سامنے ان کے مزعوم مسیح کی شخصیت کے متعلق از روئے انجیل بحث کی۔ یہ قرآن مجید کا واقعی احسان تھا کہ وہ حضرت مسیحؑ کو راستباز اور خدا کا برگزیدہ نبی پیش کرتا ہے۔ ورنہ اگر عیسائیوں کے معتقدات ملحوظ رکھے جائیں تو پھر واقعی ان کی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی جب تک انجیل اپنی اصل روح میں نہ پڑھی جائیں۔ چونکہ عیسائیوں نے اپنے زعم میں انجیل کی رو سے انہیں خدا مان رکھا تھا اور دوسری طرف آنحضرت ﷺ پر ناپاک حملے کررہے تھے۔ اس لئے ان پر ان کے طریق اعتراضات کی قباحت واضح کرنے کے لئے ان کے سامنے یہودیوں کے اعتراضات پیش کئے گئے تا انہیں سمجھ آسکے کہ جس طرح یہودیوں کا مسیح پر اعتراضات کرنے کا طریق ایک ناپاک طریق تھا۔ اسی طرح عیسائی آنحضرت ﷺ پر جو اعتراضات کررہے ہیں ان میں انہوں نے بھی یہودیوں کی ناپاک روش اختیار کررکھی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یہودیوں کے اعتراضات کو عیسائیوں کے مقابل میں پیش کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہیں لینے کے دینے پڑ گئے۔ اور انہیں سمجھ آگئی کہ ان کا اسلام اور بانی اسلام پر ناپاک حملے کرنے کا طریق نامناسب تھا۔ اسی لئے انہیں وہ باتیں مسیح کے متعلق از روئے انجیل سننا پڑی ہیں۔ جن کا جواب ان کے لئے سخت مشکل ہے۔ حضرت اقدسؑ نے ان اعتراضات میں اپنا کوئی عقیدہ بیان نہیں کیا تھا۔ بلکہ عیسائیوں کو صرف یہ سمجھانا مقصود تھا کہ جس قسم کے اعتراضات وہ اسلام اور بانیٔ اسلام پر کررہے ہیں ان سے بڑھ کر اعتراضات خود انجیل اور عیسائیوں کے معتقدات کی رو سے یہودیوں نے یسوع مسیح کے خلاف پیش کر رکھے ہیں۔ عیسائیوں کو اسلام اور بانیٔ اسلامؐ پر حملہ کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی

چاہیے۔ اس طرح الزامی جواب کا طریق اختیار کرنے سے خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ کیونکہ عیسائیوں نے اس کے بعد اپنی روش میں تبدیلی کر لی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے پہلے الزامی جوابات کا یہ طریق عیسائیوں کے مقابلہ میں خود مسلمان علماء بھی اختیار کرتے رہے ہیں۔ بلکہ برق صاحب نے اپنی کتاب بھائی بھائی میں شیعوں کے بالمقابل خود بھی ایسے الزامی جوابات کا طریق اختیار کیا ہے۔ جو باتیں حضرت اقدس نے عیسائیوں کے یسوع کے متعلق یہودیوں کے اعتراضات عیسائیوں کے سامنے پیش کرنے کی صورت میں اسلام و آنحضرت ﷺ کی مدافعت میں لکھی ہیں ویسے ہی اعتراضات مولوی آل حسن صاحب نے اپنی کتاب استفسار میں عیسائیوں کے سامنے پیش کئے ہیں جنہیں ہم نقل کرنا نہیں چاہتے۔ جو صاحب یہ اعتراضات دیکھنا چاہیں استفسار کے صفحہ ۷۳، ۷۷، ۱۰۷، ۳۴۷، ۳۵۰، ۳۵۲، ۳۶۹، ۳۹۰، ۳۹۱۔ میں ملاحظہ کریں۔ "مباحثہ جہانگیری" میں جو محمد جہانگیر خاں اور مسٹر مسیح داس کے مابین ۱۸۹۳ء میں آگرہ میں ہوا تھا اس میں حضرت اقدس کے الفاظ سے بھی زیادہ سخت الفاظ میں اعتراضات کئے گئے ہیں۔

اسی طرح مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی نے اپنی کتاب "اعجاز عیسوی" میں حضرت مسیح کے متعلق اسی قسم کے سخت اعتراضات تحریر کئے ہیں جیسے حضرت اقدسؑ نے یہودیوں کے اعتراضات عیسائیوں کے سامنے پیش کئے ہیں تا وہ اسلام و آنحضرت ﷺ پر اپنے اعتراضات کی ناپسندیدہ اور مکروہ روش میں تبدیلی کریں۔ پس اسلام کی مدافعت میں حضرت اقدسؑ نے جو طریق مجبوراً اختیار کیا برق صاحب اس پر معترض ہوتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اعتراض

"اگر عیسائیوں کے لئے یہود کے طریقِ بد کی پیروی نامناسب تھی تو جناب

مرزا صاحب کے لئے اس پیروی کا جواز کہاں سے نکل آیا۔“

(حرفِ محرمانہ صفحہ ۹۳)

الجواب

یہودیوں نے یہ اعتراضات حضرت مسیح علیہ السلام پر ازراہ شرارت کئے تھے کیونکہ عیسائیوں نے ان کے مسلمہ انبیاء پر کوئی حملہ نہیں کیا تھا۔ پس یہودیوں کا طریق جارحانہ اور ظالمانہ تھا۔ حضرت اقدسؑ کے زمانہ میں عیسائی یہودیوں کے طریق پر اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ پر حملہ آور ہوئے تھے اس لئے آپ کو یہودیوں کے اعتراضات جارحانہ طور نہیں بلکہ مدافعانہ طور پیش کرنا پڑے آیت لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔ (النساء: ۱۴۹)

یعنی خدا تعالیٰ اعلانیہ بُری بات کو پسند نہیں کرتا بجز اس صورت کے کہ کوئی شخص مظلوم ہو۔ (اور سخت الفاظ استعمال کرے) اس مدافعانہ طریق کو جائز قرار دیتی ہے۔

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں۔

”جس طرح یہود محض تعصب سے حضرت عیسٰی اور ان کی انجیل پر حملہ کرتے ہیں۔ اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت علیہ پر کرتے ہیں۔ عیسائیوں کو مناسب نہ تھا کہ اس طریق بد میں یہودیوں کی پیروی کرتے۔“

(چشمہ مسیحی صفحہ ج طبع اوّل)

پس عیسائی چونکہ اسلام اور بانی اسلامؐ پر ظالمانہ طریق سے ناپاک حملے کرتے تھے ان کے مقابلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نقلِ کفر کفر نباشد کے مطابق یہودیوں کے اعتراضات نقل کر کے عیسائیوں کو توجہ دلائی ہے۔ تا اس طریق

منہ بند کرنے والی ہو اس اصل کے ماتحت جائز ہے۔ اس لئے علمائے اسلام عیسائیوں وغیرہ کے بالمقابل الزامی جواب دیتے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس طریقِ کلام کو اختیار کرنے کی وجہ نور القرآن نمبر ۲ "ناظرین کے لئے ضروری اطلاع" کے عنوان کے ماتحت خود یوں رقم فرماتے ہیں۔

۱۔ "ہم اس بات کو افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک ایسے شخص کے مقابل پر یہ نمبر نور القرآن کا جاری ہوا جس نے بجائے مہذبانہ کلام کے ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کی نسبت گالیوں سے کام لیا ہے اور اپنی خباثت سے اس امام الطیبین و سید المطہرین پر سراسر افتراء سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں کہ ایک پاک دل انسان کا ان کے سننے سے بدن کانپ جاتا ہے۔ لہٰذا محض ایسے یاوہ گو لوگوں کے علاج کے لئے جواب ترکی بترکی دینا پڑا۔ ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر دل و جان سے ایمان لائے تھے۔ اور حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم انکی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین اور آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا۔ یعنی ان بدکاریوں کا مرتکب خیال کرتا تھا۔ جن کی سزا لعنت ہے ایسے شخص کو ہم بھی رحمتِ الٰہی سے بے نصیب سمجھتے ہیں۔ قرآن نے ہمیں اس گستاخ اور بدزبان یسوع کی خبر نہیں دی۔ اس شخص کے چال چلن پر ہمیں نہایت حیرت ہے جس نے خدا پر مرنا جائز رکھا اور آپ خدائی کا دعویٰ کیا اور ایسے پاکوں کو جو ہزار درجہ اس سے بہتر تھے گالیاں دیں سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا

فرضی مسیح مراد لیا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سن کر اختیار کیا ہے۔"

(نور القرآن نمبر ۲، ستمبر ۱۸۹۵ء تا اپریل ۱۸۹۶ء بعنوان ناظرین کیلئے ضروری اطلاع ۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء)

۲- پھر نور القرآن میں "رسالہ فتح مسیح" کے عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"چونکہ پادری فتح مسیح فتح گڑھ ضلع گورداسپور نے ہماری طرف ایک خط نہایت گندہ بھیجا۔ اور اس میں ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر زنا کی تہمت لگائی۔ اور سوائے اس کے اور بہت سے الفاظ بطریق سب و شتم استعمال کئے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اس کے خط کا جواب شائع کر دیا جائے لہٰذا یہ رسالہ لکھا گیا۔ امید کہ پادری صاحبان اس کو غور سے پڑھیں اور اس کے الفاظ سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں کیونکہ یہ تمام پیرایہ میاں فتح مسیح کے سخت الفاظ اور نہایت ناپاک گالیوں کا نتیجہ ہے۔ تاہم ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کی شانِ مقدس کا بہر حال لحاظ ہے اور صرف فتح مسیح کے سخت الفاظ کے عوض ایک فرضی مسیح کا بالمقابل ذکر کیا گیا ہے اور وہ بھی سخت مجبوری سے۔ کیونکہ اس نادان نے بہت ہی شدت سے گالیاں آنحضرت ﷺ کو نکالی ہیں اور ہمارا دل دکھایا ہے۔" (نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ا طبع اول)

۳- پھر آپ اعجاز احمدی صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔

"یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے ان کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں یہ

احسان قرآن کا اُن پر ہے کہ اُن کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا اسی وجہ سے ہم ان پر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہیں اور برگزیدہ ہیں اور اُن تہمتوں سے معصوم ہیں۔ جو اُن پر اور اُن کی ماں پر لگائی گئی ہیں۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۱۳ طبع اول)

یہی بات ضمیمہ انجام آتھم میں یوں لکھی ہے۔

"بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی انہوں نے ناحق ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے آنحضرت ﷺ کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں پس اسی طرح اس مُردار اور خبیث فرقہ نے جو مُردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ کہ اس کو نبی قرار دیں۔ نادان پادریوں کو چاہیئے کہ وہ گالیوں کا طریق چھوڑ دیں۔ ورنہ نہ معلوم خدا کی غیرت کیا کیا ان کو دکھلائے گی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۸، ۹ طبع اول)

پھر فرماتے ہیں:-

"اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹمار کہا۔ اور خاتم الانبیاء ﷺ کی نسبت بجز اس کے

کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔" (انجام آتھم صفحہ ۱۳ طبع اول)

تریاق القلوب کے حاشیہ صفحہ ۷۷ طبع اول پر تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے منہ سے نہیں نکلا یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے۔ہاں چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گزرا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو اور حضرت موسیٰ کو ڈاکو کہا ہو اس لئے میں نے فرضِ محال کے طور پر اس کی نسبت ضرور بیان کیا ہے کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں۔راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔لیکن ہمارا مسیح ابن مریم جو اپنے تئیں بندہ اور رسول کہلاتا ہے اور خاتم الانبیاء کا مصدّق ہے۔اس پر ہم ایمان لاتے ہیں اور آیت جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کا یہ منشا نہیں ہے کہ ہم اس قدر نرمی کریں کہ مداہنہ کر کے خلاف واقعہ بات کی تصدیق کریں کیا ہم ایسے شخص کو جو خدائی کا دعویٰ کرے اور ہمارے رسول کو پیشگوئی کے طور پر کذّاب قرار دے اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو رکھے راستباز کہہ سکتے ہیں۔کیا ایسا کرنا مجادلہ حسنہ ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ منافقانہ سیرت اور بے ایمانی کا ایک شعبہ ہے۔"

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو درشت الفاظ لکھے ہیں ان کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ ان کا مرجع عیسائیوں کا ایک فرضی یسوع ہے۔اور آپ نے اس کے متعلق بھی بعض باتیں مجبوراً الزامی رنگ میں فرضِ محال کے طور پر لکھی ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آپ صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں اور انہیں خدا کا برگزیدہ اور راستباز نبی یقین کرتے ہیں اور مخالفین کو آپ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی کا الزام لگانے کو ان مخالفوں کا افتراء قرار دیتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں۔

"ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں سو ہماری کتاب میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں ہے جو ان کی شانِ بزرگ کے بر خلاف ہو اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔"

(ایام الصلح ٹائیٹل پیج صفحہ ۲ طبع اول و تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات جلد ۷ صفحہ ۷۷)

پھر تحریر فرماتے ہیں۔

"موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں مَیں مسیح موعود ہوں سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۶ طبع اول)

پھر تحریر فرماتے ہیں۔

"جس حالت میں مجھے دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ میں نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بُرا کہتا تو اپنی مشابہت ان سے کیوں بتلاتا کیونکہ اس سے تو خود میرا بُرا ہونا لازم آتا ہے۔"

(اشتہار ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء حاشیہ و تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۷۰ حاشیہ)

پس یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیوں کے فرضی یسوع کے متعلق الزامی رنگ میں یہودیوں کے اعتراضات عیسائیوں کے سامنے پیش کیے ہیں۔

برق صاحب کا اعتراض

اس پر برق صاحب کا اعتراض یہ ہے کہ "قرآن کا عیسیٰ انجیل کے یسوع سے

کوئی الگ ہستی نہ تھا۔"

الجواب

اصل حقیقت تو یہی ہے کہ قرآن کا عیسیٰ اور انجیل کا یسوع ایک ہی انسان تھا۔ مگر الزامِ خصم کے لئے انجیلی یسوع کو قرآن مجید کے حضرت عیسیٰؑ سے الگ فرض کرنا ازبس ضروری تھا۔ کیونکہ عیسائیوں کا مُتصوّر یسوع بقول ان کے خدائی کا دعویٰ دار تھا۔ اور قرآن مجید کا پیش کردہ مسیح علیہ السلام خدا کا بندہ اور نبی اور رسول تھا۔

الزامی استدلال کے لئے خود جناب برق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام والا طریقِ اختیار کیا ہے۔ مگر خود اپنے طریقِ الزام کو نظر انداز کر کے اب محض اعتراض برائے اعتراض پر کمر بستہ ہیں۔

دیکھئے خود محترم برق صاحب نے بھی "دو اسلام" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ حالانکہ اسلام تو ایک ہی ہے مگر انہوں نے روائتی اسلام اور اپنے مزعوم و متصور اسلام کے لحاظ سے دو اسلام قرار دیدیے ہیں اور پھر روائتی اسلام کی خوب مذمت کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب بھائی بھائی کے صفحہ ۱۳، ۱۴ پر "روائتی اسلام" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"روائتی اسلام ایک بڑا ہی دلچسپ اسلام ہے اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ آتشِ اختلاف کبھی بُجھنے نہیں دیتا۔ دوسری یہ کہ انسان کو انسان کا بَیری بنائے رکھتا ہے اور تیسری یہ کہ زندگی کی سب سے بڑی حقیقت یعنی عمل (محنت) جدوجہد و تگاپو سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اہل سنت کے ہاں ہزاروں ایسی احادیث موجود ہیں جس کی رو سے خالی کلمہ پڑھنا یا کسی دعا کا ورد کرنا فلاح دنیوی و اُخروی کے لئے کافی ہے عمل کی ضرورت ہی نہیں (تفصیل میری کتاب دو اسلام میں ملاحظہ فرمایئے) اور شیعوں کے